قربانی کے متعلق دینی تعلیمات

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ ۲۳؍فروری ۲۰۰۲ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ

اور پھر یوں ترجمہ بیان فرمایا:

ہر گز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اسی طرح اس نے تمہارے لئے انہیں مسخر کر دیا ہے تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی۔ اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اس وقت اہل مدینہ کے دو دن ایسے تھے جن میں وہ کھیل تماشہ کیا کرتے تھے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا جب میں تمہارے پاس آیا تو تمہارے دو دن ایسے تھے جن میں تم کھیل تماشا کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلہ میں تمہیں ان سے بہتر دو دن عطا فرمائے ہیں جو عید الفطر اور عید قربان ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المکثرین باب مسند انس بن مالک۔ حدیث نمبر 11568)

حضرت عبد اللہ بن قُرط سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک سب سے عظیم دن یَوْمُ النَّحر یعنی قربانی والا دن ہے۔ اس کے بعد یَوْمُ القَرّ ہے یعنی قربانی والے دن سے اگلا دن۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس پانچ یا چھ قربانی کے جانور لائے

گئے۔ چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے قریب قریب ہونے لگے، گویا ان میں سے ہر ایک کی تمنا تھی کہ اسے آپؐ دوسرے سے پہلے ذبح کریں۔ جب (ذبح ہونے کے بعد) ان کے پہلو زمین پر لگ گئے تو آپؐ نے ہلکی آواز میں کوئی بات کہی جسے میں پوری طرح سمجھ نہیں سکا۔ سننے والے نے پوچھا کہ حضورؐ نے کیا فرمایا تھا؟ راوی کہتے ہیں کہ (غالباً) آپؐ نے فرمایا تھا اب جو بھی (ان کے گوشت میں سے اپنے لئے کچھ) کاٹنا چاہے کاٹ لے۔ (سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی الھدی اذا اعطب قبل ان یبلغ) یعنی قربانی جب تک پوری طرح ٹھنڈی نہ ہو جائے اس سے گوشت کاٹنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بقرعید کے موقع پر آنحضور ﷺ کے ساتھ عیدگاہ میں میں بھی موجود تھا۔ جب حضور ﷺ نے خطبہ مکمل کیا تو منبر سے اترے اور ایک مینڈھا لایا گیا۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کیا اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَر. یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔ (سنن ابی داؤد کتاب الضحایا۔ باب فی الشاۃ یضحی بھا عن جماعۃ) اور اس میں آج تک کے سارے مسلمان غربا بھی شامل ہیں۔ قیامت تک کے سارے مسلمان غرباء بھی شامل ہوتے رہیں گے کہ ان کو قربانی نہ کرنے کے نتیجہ میں کوئی صدمہ نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو قربانی پیش کی گئی اس میں ان کا بھی نام ہے۔

حضرت جندب بن سفیان اَلْبَجَلِیؓ بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیہ کے ایک موقع پر ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قربانی کی۔ اس دن کچھ لوگ اپنی قربانیاں عید کی نماز سے قبل ہی ذبح کر چکے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نماز کے بعد واپس تشریف لائے اور آپؐ نے دیکھا کہ انہوں نے نماز سے قبل ہی اپنی قربانیاں ذبح کر دی ہیں تو آپؐ نے فرمایا جس نے نماز سے قبل قربانی ذبح کی ہے وہ اس کی جگہ اَور قربانی ذبح کرے اور جس نے ہمارے نماز پڑھنے تک قربانی ذبح نہیں کی وہ خدا کا نام لیکر اب ذبح کرے۔ (صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب قول النبی ﷺ فلیذبح علی اسم اللہ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قربانی والے دن نبی کریم ﷺ نے خطاب فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا: آج کے دن سب سے پہلے ہم نماز پڑھتے ہیں پھر قربانی کرتے ہیں۔ پس جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کی پیروی کی اور جس نے اس سے قبل قربانی کی اس نے محض

گوشت کر کے اپنے اہل وعیال کو پیش کیا۔ ابو بُردہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (نماز سے قبل ہی) قربانی کرلی تھی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک کم عمر بکروٹا ہے جو (دیکھنے میں) ایک سال کے بکرے سے بھی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا، اُسے ذبح کرلو لیکن تمہارے بعد یہ رخصت کسی اَور کے لئے نہیں ہے۔ (سنن النسائی، کتاب صلوٰۃ العیدین باب الخطبۃ یوم العید)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کے پاؤں، پیٹ اور آنکھوں کے حلقوں کا رنگ سیاہ ہو۔ ایسا مینڈھا قربانی کے لئے لایا گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا چھری لاؤ۔ پھر فرمایا اسے پتھر سے رگڑ کر تیز کرو۔ انہوں نے تعمیل کی۔ پھر حضور ﷺ نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑا، لٹایا اور ذبح کرتے ہوئے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ. بسم اللہ۔ اے اللہ! محمد، اس کی آل اور امت کی طرف سے (یہ قربانی) قبول فرما۔ پھر حضور ﷺ نے اس کی قربانی کی۔ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب استحباب الضحیۃ وذبحھا مباشرۃ بلا توکیل والتسمیۃ والتکبیر)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا تو اپنے دست مبارک سے تیس جانور ذبح کئے پھر مجھے حکم دیا اور باقی جانور میں نے ذبح کئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا ان کا گوشت اور ان کی کھالیں اور ان کے ''پالان'' (یعنی وہ گدیلا نما کپڑا جو اونٹ کی پیٹھ کے اوپر ڈالتے ہیں) لوگوں میں تقسیم کردو اور اس میں سے قصاب کو کچھ نہ دینا۔ (مسند احمد بن حنبل کتاب مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ باب من مسند علی بن ابی طالب، حدیث نمبر 1303)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کی خاطر حج کیا، اس میں نہ کوئی شہوانی بات کی، نہ کوئی بدکرداری کی تو وہ (حج سے) اس طرح لوٹے گا جس طرح اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب فضل حج المبرور)

حضرت حَنَش کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی دیتے ہوئے دیکھا تو پوچھا، یہ کیا؟ کہنے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے بھی قربانی دوں اس لئے میں ان کی طرف سے قربانی دیتا ہوں (سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا،

باب الاضحیۃ عن المیّت)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا بلند آواز سے تَلْبِیَہ کہنا اور کثرت سے قربانیوں کا خون بہانا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب المناسک باب رفع الصوت بالتلبیۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! یہ کونسا دن ہے؟ انہوں نے عرض کی یہ حرمت والا دن ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ انہوں نے عرض کی یہ حرمت والا شہر ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ انہوں نے عرض کی یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا یقیناً تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں باہم ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس ماہ میں، تمہارے اس شہر میں، اس دن کی حرمت ہے۔ آپؐ نے یہ بات کئی بار دہرائی۔ پھر آپؐ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے اللہ! کیا میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا ہے؟ اے اللہ! کیا میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آپؐ کی اپنی امت کے لئے یہ وصیت تھی، پس جو لوگ یہاں پر حاضر ہیں، وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں نہیں ہیں۔ (اور سنو کہ) میرے بعد کفر کی حالت میں واپس نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الخطبۃ ایام منیٰ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کی کثافتوں کو دور کر دیتی ہے۔ (سنن نسائی کتاب مناسک حج باب فضل المتابعۃ بین الحج والعمرۃ)

بہت سے لوگ تو عمرہ اور حج ملا دیتے ہیں جیسے کہ سنت ہے مگر بعض لوگ صرف عمرہ کر لیتے ہیں تو اس کا بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ اپنی جگہ قبول ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے سفیر ہیں۔ اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت طلب کریں تو وہ ان کو بخش دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب المناسک

باب فضل دعاء الحاج)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو کسی حج کرنے والے سے ملے تو اس کو سلام کہہ اور اس سے مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو، اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کی درخواست کر کیونکہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔(مسند احمد بن حنبل کتاب مسند المکثرین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

''قربانی جو عید اضحیٰ کے دن کی جاتی ہے، اس میں بھی ایک پاک تعلیم ہے۔ اگر اس میں مدنظر وہی امر ہے جو جناب الٰہی نے قرآن شریف میں فرمایا لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ط (الحج:۳۸)''

یعنی اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت نہیں پہنچتے اور نہ ان کا خون۔ لیکن اللہ کو تقویٰ پہنچتا ہے جو اس قربانی دینے والے کا تقویٰ ہوتا ہے۔

''قربانی کیا ہے؟ یہ ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم پڑھ سکتے ہیں۔ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں۔ وہ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ (الانعام:۱۵) ہے۔ ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ نہ تو کھانوں کا محتاج ہے، نہ گوشت کے چڑھاوے اور لہو کا بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ جیسے ادنیٰ اعلیٰ کے لئے قربان ہوتا ہے''۔

(خطبات نور صفحہ:۴۳۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مزید فرماتے ہیں:

''یہ دن بھی ایک عظیم الشان متّقی کی یادگار ہیں۔ اس کا نام ابراہیمؑ تھا۔ اس کے پاس بہت سے مویشی تھے، بہت سے غلام تھے اور بڑھاپے کا ایک ہی بیٹا تھا فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰى فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ط (الصافات ۱۰۳) سو برس

کے قریب کا بڈھا، ایک ہی بیٹا، اپنی ساری عزّت، ناموری، مال، جاہ وجلال اور امیدیں اسی کے ساتھ وابستہ۔ دیکھو متّقی کا کیا کام ہے۔ اُس اچھے چلتے پھرتے جوان لڑکے سے کہا: میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کروں۔ بیٹا بھی کیسا فرمانبردار بیٹا ہے !قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيۡٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ (الصافات:۱۰۳) ابّاجی ! وہ کام ضرور کرو جس کا حکم جنابِ الٰہی سے ہوا۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ صبر کے ساتھ اسے برداشت کروں گا۔ یہ ہے تقویٰ کی حقیقت۔ یہ ہے قربانی۔ قربانی بھی کیسی قربانی کہ اس ایک ہی قربانی میں سب ناموں، امیدوں، ناموریوں کی قربانی آ گئی۔

جو اللہ کے لئے انشراح صدر سے ایسی قربانیاں کرتے ہیں اللہ بھی ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے بدلے ابراہیمؑ کو اتنی اولاد دی گئی کہ مردم شماریاں ہوتی ہیں مگر پھر بھی ابراہیم کی اولاد صحیح تعداد کی دریافت سے مستثنیٰ ہے۔ کیا کیا برکتیں اس مسلم پر ہوئیں۔ کیا کیا انعامِ الٰہی اس پر ہوئے کہ گننے میں نہیں آ سکتے۔ ہماری سرکار خاتم الانبیاء سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی اسی ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوئے''۔ (خطبات نور صفحہ:۲۷۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ قربانی کے مسائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''(۱) قربانی میں دو برس سے کم کوئی جانور نہیں چاہئے، یہی میری تحقیق ہے''۔

اب وہ جس مینڈھے کا ذکر تھا وہ ایک سال کا تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرما دیا تھا کہ اس کی تمہیں اجازت ہے مگر آئندہ سے یہ دوسروں کو اجازت نہیں ہوگی۔ پس اب قانون یہی ہے کہ جانور کم سے کم دو برس کا ہونا چاہئے۔

''(۲) جس کے سینگ بالکل نہ ہوں، وہ جائز ہے۔

(۳) خصی جائز ہے۔

(۴) مادہ بھی جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ ہمیشہ چھترا قربانی دیتے جس

کا منہ، آنکھیں، پیٹ، پاؤں سیاہ ہوتے۔ جو بالکل دبلا ہو، وہ جائز نہیں۔ اگر جانور موٹا ہو، خواہ اسے خارش ہو تو بھی اسے جائز رکھا ہے۔

(۵) لنگڑا مناسب نہیں۔

تم قربانیاں کرو اس یقین کے ساتھ کہ ان میں تصویری زبان کے ذریعہ تمہیں فرمانبرداری کی تعلیم ہے اور یہ کہ تم بھی ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے قربان کرنا سیکھو۔'' (خطبات نور صفحہ: ۴۳۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بیان فرماتے ہیں:

''قربانی کا نظارہ عقلمند انسان کے لئے بہت مفید ہے۔ اپنے اعمال کا مطالعہ کرو۔ اپنے فعلوں میں، باتوں میں، خوشیوں میں، ملنساریوں میں، اخلاق میں غور کرو کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے ترک کرتے ہو یا نہیں؟ اگر کرتے ہو تو مبارک ہے تمہارا وجود۔ عیب دار قربانیاں چھوڑ دو۔ تمہاری قربانیوں میں کوئی عیب نہ ہو، نہ سینگ کٹے ہوئے، نہ کان کٹے ہوئے۔ قربانی کے لئے تین راہیں ہیں۔ (۱) استغفار (۲) دعا (۳) صحبت صلحاء۔ انسان کو صحبت سے بڑے بڑے فوائد پہنچتے ہیں۔ صحبت صالحین حاصل کرو۔ قربانی کے لئے تین دن ہیں، پر روحانی قربانی والے جانتے ہیں کہ سب ان کے لئے یکساں ہیں''۔

(خطبات نور صفحہ: ۳۷۸)

یہ تین دن تو خاص قربانی کے دن ہیں مگر روحانی قربانی کرنے والوں پر ہر روز وہی دن آتے ہیں۔ یعنی ساری زندگی بھر وہ دن رہتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''عاشق اور محبّ جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری نشان ہے۔ جیسا کہ ایک بیت اللہ نیچے زمین پر ہے ایسا ہی ایک آسمان پر بھی ہے۔ جب تک آدمی اس کا طواف نہ کرے اِس کا طواف بھی نہیں ہوتا۔ اس کا طواف کرنے والا تو

تمام کپڑے اتار کر ایک کپڑا بدن پر رکھ لیتا ہے لیکن اس کا طواف کرنے والا بالکل نَـزْعِ ثِیـاب کر کے خدا کے واسطے ننگا ہو جاتا ہے۔ طواف عشاق الٰہی کی ایک نشانی ہے۔ عاشق اس کے گرد گھومتے ہیں گویا ان کی اپنی مرضی باقی نہیں رہی۔ وہ اس کے گرداگرد قربان ہو رہے ہیں''۔

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔۱۲)

دوسرا جو فرمایا ہے کہ ''ننگا ہو جاتا ہے'' اس سے مراد روح کا طواف ہے۔ روح کا تو کوئی ایسا بدن نہیں ہوتا جس کو ڈھانپا جائے۔ پس آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے غلاموں کا یہی مسلک تھا کہ خدا تعالیٰ کی خاطر روحیں طواف کرتی ہیں اور روحوں پر چونکہ بدن کوئی نہیں ہوتا اس لئے کپڑے سے ڈھانکنے کی ضرورت نہیں۔

ازالہ اوہام میں ہے:

''راست باز لوگ روح اور روحانیت کی رو سے خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ ان کا گوشت اور پوست اور ان کی ہڈیاں خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ خود ایک آیت میں فرماتا ہے لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ط (الحج:۳۸) یعنی خدا تعالیٰ تک گوشت اور خون قربانیوں کا ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اعمالِ صالحہ کی روح جو تقویٰ او رطہارت ہے وہ تمہاری طرف سے پہنچتی ہے''۔ (ازالہ اوہام حصہ اول روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۴۷)

قربانی کا مفہوم مزید بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ قربانیاں اس کالُب نہیں، پوست ہیں۔ روح نہیں، جسم ہیں۔ اس سہولت اور آرام کے زمانے میں ہنسی خوشی سے عید ہوتی ہے اور عید کی انتہا ہنسی خوشی اور قسم قسم کے تعیّشات قرار دیئے گئے ہیں۔ عورتیں اسی روز تمام زیورات پہنتی ہیں۔ عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کرتی ہیں۔ مرد عمدہ پوشاکیں پہنتے ہیں اور عمدہ سے عمدہ کھانے بہم پہنچاتے ہیں۔ اور یہ ایسا مسرت اور راحت کا دن

سمجھا جاتا ہے کہ بخیل سے بخیل انسان بھی آج گوشت کھاتا ہے۔ خصوصاً کشمیریوں کے پیٹ تو بکروں کے مدفن ہوجاتے ہیں گو اور لوگ بھی کمی نہیں کرتے۔ الغرض ہر قسم کے کھیل کود، لہو و لعب کا نام عید سمجھا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ حقیقت کی طرف مُطلق توجہ نہیں کی جاتی''۔ (ملفوظات جلد ا صفحہ:۳۲۶، ۳۲۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ استقامت ہی تو تھی کہ خواب میں حکم ہوا کہ تو بیٹا ذبح کر، حالانکہ خواب کی تعبیر اور تاویل بھی ہوسکتی تھی، مگر خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان اور دل میں ایسی قوت ہے کہ یہ حکم پاتے ہی معاً تعمیل کے واسطے تیار ہوگئے اور اپنے ہاتھ سے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ آج کل اگر کسی کا بچہ امراض میں مبتلا رہ کر مرجائے تو خدا تعالیٰ کی نسبت ہزار ہا شکوک پیدا ہوجاتے ہیں اور شکوہ و شکایت کے لئے زبان کھولتے ہیں لیکن ایک ابراہیمؑ ہے کہ بیٹے کی محبت کو کچل ڈالا اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کو تیار ہوگیا۔ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا''۔

(ملفوظات جلد ا صفحہ:۵۱۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''حضرت ابراہیمؑ نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا، آنحضرت ﷺ نے اس کے لہلہاتے کھیت دکھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔ اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہوجائے اور خدا کے حکم کے سامنے اس کی اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے اقرباء و اعزاء کا خون بھی خفیف نظر آوے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے، کیسی قربانی ہوئی۔ خونوں سے جنگل بھر گئے۔ گویا خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ باپوں نے اپنے بچوں کو، بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا اور وہ خوش ہوتے تھے

کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کئے جاویں تو ان کی راحت ہے۔ مگر آج غور کر کے دیکھو کہ بجز ہنسی اور خوشی اور لہو ولعب کے روحانیت کا کونسا حصہ باقی ہے۔ یہ عیدالاضحیٰ پہلی عید سے بڑھ کر ہے اور عام لوگ بھی اس کو بڑی عید تو کہتے ہیں مگر سوچ کر بتلاؤ کہ عید کی وجہ سے کس قدر ہیں جو اپنے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور روحانیت سے حصہ لیتے ہیں۔ اور اُس روشنی اور نور کو لینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضُحٰی میں رکھا گیا ہے"۔ (ملفوظات جلد ا صفحہ ۳۲۷)

مزید فرماتے ہیں:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ یعنی دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے، گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔

مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ اِن قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔ خدا نے بہشت کی خوبیاں اس پیرایہ میں بیان کی ہیں جو عرب کے لوگوں کو چیزیں دلپسند تھیں وہی بیان کر دی ہیں تا اس طرح پر اُن کے دل اس طرف مائل ہو جائیں اور دراصل وہ چیزیں اور ہیں، یہی چیزیں نہیں۔ مگر ضرور تھا کہ ایسا بیان کیا جاتا تا کہ دل مائل کئے جائیں"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ: ۴۲۴)

"خدا تعالیٰ نے شریعتِ اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا

وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ط (الحج:۳۸) یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے مگر تمہاری تقویٰ اس کو پہنچتی ہے یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ۔ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے''۔

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ:۹۹ حاشیہ)

اب یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ کی تعریف کی ہے اس کو سن کر تو ہر احمدی ڈر جائے گا کہ ہم اس تقویٰ سے خالی ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریفات نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی ہیں اس سے اوپر درجہ متصور نہیں ہوسکتا۔ پس اس وقت ڈرنے کی ضرورت نہیں، دعا کی ضرورت ہے۔ بڑے انکسار سے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری قربانیوں کو بھی اس درجہ کی قربانیاں بنائے کہ اس کے ہاں مقبول ٹھہریں۔

آج یہ جو بڑی عید کی خوشی ہے اس موقع پر ہم تمام عالمِ اسلام کو اور بالخصوص ساری عالمگیر جماعت احمدیہ کے بچوں، بچیوں، بڑوں، چھوٹوں اور خواتین کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اب یاد رکھیں کہ میں یہ جو عید پر مبارکباد دے رہا ہوں اب اس کے 'خیر مبارک' کے نہ فون آنے چاہئیں نہ خطوط آنے چاہئیں۔ میری طرف سے عید مبارک اور ہم سب کی طرف سے جو سن رہے ہیں آپ سب کو عید مبارک ہو اور یہ عید مبارک پہنچنا ہی بہت کافی ہے۔ ورنہ بعض دفعہ پھر واپسی پر ڈاک 'خیر مبارک' کے خطوں سے بھر جاتی ہے اور اس میں میرا وقت بہت سا ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ میری طرف سے آپ کو مبارک ہو۔ آپ قبول فرمالیں اور یہی میری خوشی ہے۔ اللہ آپ سب کے لئے اس عید کو اور آئندہ آنے والی تمام عیدوں کو اَن گنت خوشیوں کا باعث بنائے اور اللہ کے فضلوں سے ہر احمدی گھرانہ فیضیاب ہو اور قیامت تک اللہ کی عنایات کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے۔

اب خطبہ ثانیہ کے بعد نیچے بیٹھ کر پھر کھڑے ہو کر جو میں دعا کرواؤں گا۔ اس میں آپ کو میں یاد دلاتا ہوں اسیر بھائیوں کے لئے جو ابھی تک بعض اسیر ہیں اور مشکلات میں مبتلا ہیں، شہدائے احمدیت کے خاندانوں کے لئے بھی دعا کریں۔ انہی سعادت مندوں کی قربانیوں کا فیض ہے جن کا

مشاہدہ ہم سب اپنی زندگیوں میں آج کر رہے ہیں۔ اللہ ان سے ہمیشہ راضی رہے اور ہم سب اس کے رَاضِيَةً مَرْضِيَةً بندوں میں شامل ہوں۔

اس کے بعد حضور نے خطبہ ثانیہ ارشاد فرمایا اور فرمایا:

آپ سب لوگ میرے ساتھ دعا میں شامل ہو جائیں۔ جن لوگوں کے لئے دعا کا میں نے ذکر کیا ہے ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں خصوصاً اسیران راہ مولیٰ کے لئے۔

پھر حضورؒ نے دعا کروائی۔